رسائل و مسائل

تراویح اور تہجد کا فرق

سوال :۱- رمضان المبارک میں تہجد پڑھنے کے سلسلے میں ایک عالم دین سے سنا تھا کہ پڑھی جائے لیکن چند ساتھیوں نے اس پر اصرار کیا کہ حضورؐ نے آٹھ رکعت جو تراویح پڑھی ہے وہ دراصل تہجد ہی کی نماز ہے لہٰذا تہجد کی ضرورت نہیں رہتی۔

۲- ہفتہ کا روزہ نہ رکھنے کے بارے میں کتاب الصوم میں ایک مستند حدیث دیکھی۔ لیکن ساتھ ہی دوسری حدیث بھی ہے جس سے ذہن میں الجھن پیدا ہوئی۔ اب کس پر عمل کروں؟ وضاحت فرما دیں۔

جواب :۱- تراویح' تہجد کی دوسری شکل ہے۔ رمضان المبارک میں اگر ایک انسان حافظ اور قاری ہے اور انفرادی طور پر نماز ادا کرنے کا عزم رکھتا ہے تو وہ تراویح کی بجائے سحری کے وقت اٹھ کر تہجد پڑھ سکتا ہے۔ حضرت عمرؓ اسی طرح کیا کرتے تھے۔ ایسی صورت میں وہ ۲۰ رکعت تہجد اور تین وتر پڑھے یا آٹھ رکعت تہجد اور تین وتر' دونوں کی گنجایش ہے۔ لیکن اگر انفرادی صورت میں پڑھنا ہے تو پھر آٹھ رکعت تہجد اور تین وتر بہتر ہیں اور اگر اجتماعی شکل میں پڑھنا ہے تو وہ ۲۰ رکعت تراویح پڑھے۔ ایک عام آدمی کے لیے مناسب یہی ہے کہ وہ تہجد پڑھنے کی بجائے تراویح پڑھے اور صبح اٹھ کر تہجد بھی پڑھے۔ یہ شکل دونوں فضیلتوں کو جمع کرنے والی ہے' اس لیے افضل ہے۔ نوافل جتنے زیادہ کوئی پڑھنا چاہے پڑھ سکتا ہے' اسے منع نہیں کیا جا سکتا' البتہ اگر تراویح پڑھ لی ہو تو پھر تہجد کے بغیر بھی گزارہ ہو جائے گا اور قیام اللیل کا ثواب مل جائے گا۔ لیکن یہ بات درست نہیں ہے کہ تراویح کے بعد تہجد پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ گنجایش بھی نہیں ہے۔ یہ بات غلط ہے' بلکہ دونوں کو پڑھنے کا فائدہ ہے۔ اس لیے کہ تراویح کے ساتھ قیام اللیل کا ثواب مل جائے گا اور تہجد کے ساتھ ثواب میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔

۲- ہفتہ کے دن روزے کے بارے میں آپ نے دو روایتوں کے درمیان تعارض کا جو ذکر کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ہفتہ کے روز فی نفسہ روزہ رکھنا جائز ہے۔ اس لیے کہ ۵ دنوں عیدالفطر' عیدالاضحیٰ

اور ایام تشریق ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحج کے سوا باقی تمام دنوں میں روزہ رکھنا باعث ثواب ہے، البتہ اس وجہ سے روزہ رکھنا کہ ہفتہ کا دن متبرک ہے جیسے کہ یہودی سمجھتے تھے، درست نہیں ہے۔ منع کرنے والی روایت دوسری صورت پر محمول ہے اور جواز اور ثواب والی پہلی صورت پر محمول ہے (مولانا عبدالمالک)۔

روزے میں ان ہیلر اور انجکشن کا استعمال

س: ۱- میں کافی عرصے سے سانس کی تکلیف (دمہ) کا مریض ہوں۔ پہلے تو دوا کھانے سے کافی وقفہ مل جاتا تھا مگر اب ۲ یا ۳ گھنٹے سے زیادہ وقفہ نہیں ہوتا اور ان ہیلر کا استعمال کرنا پڑتا ہے (لٹریچر منسلک ہے)۔ کیا روزے کی حالت میں سانس کی تکلیف میں ان ہیلر کا استعمال ہو سکتا ہے؟

۲- آج کل ایمرجنسی کی صورت میں بعض علما حضرات گوشت والا ٹیکہ یا وریدی ٹیکہ لگانے کی اجازت دیتے ہیں۔ کیا زیادہ تکلیف کی صورت میں گوشت والا ٹیکہ یا وریدی ٹیکہ لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

ج: ۱- ان ہیلر کے ذریعے دوا جوف معدہ اور پھیپھڑوں میں جاتی ہے جیساکہ اس دوا کے استعمال کے لیے بیان کردہ نقشے سے واضح ہے۔ نیز یہ بات بھی اسی میں کہی گئی ہے کہ دودھ پلانے والی ماں کے دودھ میں بھی بعض اوقات دوا نکل آتی ہے۔ اس لیے اس ضابطے کے مطابق کہ جب دوا بذات خود جوف معدہ اور جوف دماغ میں داخل ہو جاتی ہو تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے، ان ہیلر کے استعمال سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

آپ اگر دمے کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتے اور آپ کو مجبوراً ان ہیلر استعمال کرنا پڑتا ہے تو آپ بے شک روزہ نہ رکھیں بلکہ روزے کی جگہ فدیہ دے دیں۔ بعد میں بیماری سے شفا ہو جائے تو قضا کرلیں ورنہ فدیہ کافی ہوگا۔

۲- ٹیکے کا مسئلہ اس سے مختلف ہے۔ بعض ٹیکوں کے بارے میں دو رائے ہیں اور بعض کے بارے میں اتفاق ہے کہ ان سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ جس ٹیکے کے بارے میں اتفاق ہے کہ اس سے خود دوا جوف معدہ اور جوف دماغ میں پہنچتی ہے، اس کے بارے میں اتفاق ہے کہ اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور جس کے بارے میں اس بات میں اختلاف ہے کہ اس کے ذریعے خود دوا جوف معدہ اور جوف دماغ میں پہنچتی ہے یا نہیں، تو جن حضرات کے نزدیک خود دوا پہنچتی ہے ان کے نزدیک اس قسم کے ٹیکے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور جن کے نزدیک دوا بذات خود نہیں پہنچتی بلکہ اس کی تاثیر پہنچتی ہے، ان کے نزدیک اس قسم کے ٹیکے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اگر روزہ رکھنے کی استطاعت ہو تو ایسا ٹیکہ استعمال کرلیں جس سے روزہ ٹوٹنے میں اختلاف ہے۔ اللہ

کی رحمت سے امید ہے کہ آپ کا روزہ ہو جائے گا (ع-م)۔

حرام کمائی سے مسجد کی تعمیر

س : ہمارے محلے میں ایک صاحب نے مسجد اس آمدنی سے بنوائی ہے جسے منشیات کی آمدنی کہا جاتا ہے اور وہ آج کل امریکہ میں منشیات اسمگل کرنے پر سزا بھی کاٹ رہا ہے۔ مسجد کی زمین اور تعمیر اور جملہ اخراجات اس شخص کی کمائی سے ہو رہے ہیں۔ کیا ایسی کمائی کی بنائی گئی مسجد میں نماز اور دیگر عبادت شرعی طور پر درست ہیں اور کیا خدا لوگوں کی عبادات قبول کرے گا؟

ج : ایک ایسا شخص جس کی کمائی حلال و حرام دونوں پر مشتمل ہے، اگر اس کی زیادہ کمائی حلال کی ہے تو اس کی تعمیر کی ہوئی مسجد، مسجد شمار ہوگی اور یہ سمجھا جائے گا کہ اس نے مسجد حلال روپے سے بنوائی ہے۔ اس کے بجائے اگر اس کی حرام کی کمائی زیادہ ہے تو آپ ایسے شخص سے جو اسمگلنگ اور منشیات فروشی کا کام کرتا ہے، مسجد کی تعمیر کے بارے میں پوچھ سکتے ہیں کہ اس میں کون سی رقم لگائی گئی ہے۔ اگر وہ کہے کہ حلال کی کمائی سے مسجد تعمیر کی ہے، تو پھر آپ اس مسجد میں بلاتردد نماز پڑھ سکتے ہیں (ع-م)۔

پروفیشنل ازم یا اسلام : ترجیحات کا مسئلہ

س : موجودہ دور کو پروفیشنل ازم کا دور کہا جاتا ہے۔ پیشہ ورانہ روایات اور تقاضوں کو بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ ان روایات کا تقاضا ہے کہ وقت مقررہ پر دفتر پہنچا جائے اور دفتر کے معاملات جن سے روزگار اور کیریئر وابستہ ہے انھیں اولین ترجیح دی جائے۔ بسااوقات یہ تقاضے قرآن و سنت سے متصادم نظر آتے ہیں، مثلاً ایک فرد کو کسی شخص کی مدد کے لیے ہنگامی طور پر جانا پڑتا ہے، اور اسے دفتر سے تاخیر ہو جاتی ہے۔ اسلام کا تقاضا ہے کہ مدد کے لیے پکارنے والے کی مدد کی جائے مگر پروفیشنل ازم کا تقاضا ہے کہ بروقت پہنچا جائے۔ اسی طرح نماز کا وقت ہو گیا ہے مگر افسربالا کو ضروری کام ہے۔ کسے ترجیح دی جائے؟

ج : کتاب و سنت کے تقاضے ہر اعتبار سے بالاتر ہیں۔ جو رویہ بھی اس سے ٹکرائے وہ قابل اصلاح ہے۔ تاہم پروفیشنل ازم کے تقاضے کتاب و سنت سے متصادم نہیں۔ پروفیشنل ازم کی روایات کیا ہیں؟ یہی کہ مقاصد کو پہلے واضح کیا جائے، انجام پر نظر رکھی جائے، وسائل کو بچایا جائے، عہد کو پورا کیا جائے، جو کہا جائے اسے نبھایا جائے، حسن سلوک روا رکھا جائے، احسن کی جستجو کی جائے، اہل افراد کو کام سونپا جائے، کام

کرنے والوں اور نہ کرنے والوں میں تفریق کی جائے، جائز معاوضہ دیا جائے، وقت کی پابندی کی جائے، صحیح مشورہ دیا جائے، بروقت تنقید کی جائے، جس شعبے سے متعلق کام ہو، اس کے ماہرین کی رائے کو اہمیت دی جائے، اور اس کام کو انجام دینے کا جو مخصوص اور معروف اسلوب ہو اس کو پیش نظر رکھا جائے۔

ان تمام باتوں میں اور کتاب و سنت کے تقاضوں میں کوئی ٹکراؤ نہیں۔ سیرت نبویؐ سے بھی اس کی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ ضرورت تو اس بات کی ہے کہ دینی کاموں میں اور دینی اداروں میں بھی ان روایات کی پاسداری کی جائے تاکہ بہتر نتائج سامنے آسکیں۔

بات دراصل پیشہ ورانہ روایات اور کتاب و سنت کی نہیں، بلکہ پیشہ ورانہ مصروفیات اور دیگر دل چسپیوں میں توازن اور ترجیحات کے قیام کی ہے۔ کوئی کلیہ ایسا نہیں کہ ہر موقع پر انسان اپنے آپ کو جن دوراہوں پر پاتا ہے اس میں راہ عمل کو آسانی سے سمجھا دے۔ آپ خود ہر موقع پر جو حالات درپیش ہوں ان میں فوائد و نقصانات کا میزانیہ بنا کر طویل المیعاد و قریب المیعاد اثرات کو دیکھتے ہوئے راہ عمل کا انتخاب کریں۔

مثال کے طور پر آپ نے دفتر وقت پر پہنچنے اور کسی ضرورت مند کی مدد کے مابین اہمیت کی بات کی ہے۔ دفتر وقت پر پہنچنا آپ کے عہد کا حصہ ہے۔ اس کے عوض آپ معاوضہ لیتے ہیں۔ عموی حالات میں آپ اس عہد کو نبھانے کے پابند ہیں۔ البتہ کسی ناگزیر صورت میں کسی کی اہم ضرورت پوری کرنے کے لیے آپ کبھی تاخیر سے پہنچ جائیں، جب کہ اس تاخیر سے دفتر میں کام کا حرج بھی نہ ہو تو شاید گوارا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ ایسا اگر روزانہ ہونے لگے تو آپ یا تو دفتر کے بندھن سے اپنے آپ کو آزاد کر لیں، یا وہ خود ہی آپ کو آزاد کر دیں گے۔

اسی طرح اذان ہو جائے تو ظاہر ہے کہ نماز کی اولیت مسلمہ ہے۔ آپ افسر سے انتظار کا کہہ سکتے ہیں لیکن افسر کی فلائٹ نکل جائے گی اور اسے آپ سے ضروری فائل لینا ہے تو آپ پہلے فائل دے دیں اور پھر نماز پڑھ لیں۔ اسی طرح اگر عملہ سے غلطیاں ہوں تو کتاب و سنت کا اصل تقاضا یہ ہے کہ اس کی اصلاح ہو تاکہ انفرادی غلطیاں اجتماعی نقصانات کا موجب نہ بنیں۔ اگر معاف کر دینے سے اصلاح ممکن ہے تو بہت اچھا، ورنہ آپ سختی سے ڈانٹ سکتے ہیں، سزا بھی دے سکتے ہیں اور نکال بھی سکتے ہیں۔ اگر کوئی بار بار خیانت کرے اور آپ ہر بار اس کو معاف کر دیں تو پکڑ آپ کی ہونا چاہیے۔

مختصراً یہ کہ کتاب و سنّت کا مقام اٹل ہے اور پروفیشنل ازم کی روایات اس سے ہم آہنگ ہیں--- زیادہ مسئلہ ترجیحات کو قائم کرنے کا ہوتا ہے جس کا صحیح فیصلہ موقع پر ہی کیا جا سکتا ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے باہمی تعلق کو کتاب و سنت کی مدد سے اگر آپ سمجھ لیں تو آپ کو فیصلہ کرنے میں آسانی

ہوگی۔ یہ دونوں الگ نہیں' ایک دوسرے میں پیوست ہیں' ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بندوں کا وکیل بن کر بھی پوچھے گا--- لوگ ان دونوں کو الگ دائرے کی صورت میں دیکھتے ہیں' جب کہ حقیقت میں یہ دونوں ایک ہی شریعت کا حصہ ہیں (ڈاکٹر حسن صہیب مراد)۔

این جی اوز اور دینی جماعتوں کا کردار

س : میں ایک سماجی کارکن ہوں اور کسی سیاسی یا مذہبی جماعت سے وابستہ نہیں ہوں' البتہ مطالعے کا شوقین ہوں۔ آج کل این جی اوز کے خلاف دینی جماعتوں کی طرف سے زبردست مخالفت کی جا رہی ہے۔ انھیں ملک دشمن اور بیرونی قوتوں کے آلہ کار کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ ہمارا معاشرہ ظلم پر مبنی بے شمار مسائل سے دوچار ہے' جیسے کاروکاری جس کے تحت لوگ دشمنی کی بنیاد پر بھی قتل کرتے ہیں' عورتوں کو جایداد کا حصہ نہ دینے کے لیے قرآن سے شادی کرنا' چولہا پھٹنے کی صورت میں اموات' خون بہا کے بدلے میں نوجوان لڑکیوں کا بوڑھوں سے بیاہ دینا' بعض علاقوں میں خواتین کو تعلیم اور ووٹ کے حقوق سے محروم رکھنے کی روایت' نجی جیلیں' دینی جماعتوں کے اداروں میں کم تنخواہ کے ذریعے استحصال اور یہ کہ معاشرے میں زنا آسان اور نکاح مشکل ہے وغیرہ۔ ان میں صرف این جی اوز دل چسپی لیتی ہیں' دینی جماعتوں نے ان کے خلاف کبھی آواز نہیں اٹھائی۔ محسوس ہوتا ہے کہ این جی اوز کو موقع فراہم کرنے کی ذمہ دار دینی جماعتیں ہیں۔ اس میں جماعت اسلامی کا کردار بھی کچھ زیادہ مختلف نہیں۔

ج : آپ نے پاکستان کے مختلف علاقوں میں جاگیردارانہ جہالت پر مبنی واقعات کا تذکرہ کیا ہے۔ آپ ان کے مسائل کے سلسلے میں این جی اوز کی کاوش کو ستایش کی نظر سے دیکھتے ہیں اور آپ کے خیال میں دینی جماعتوں کی طرف سے ان معاملات کو نمایاں نہ کرنے کے نتیجے میں ہی این جی اوز کو کام کرنے کا موقع ملا ہے۔ ایسے واقعات کی حقیقت کیا ہے؟ ان پر ہمارا موقف اور نکتہ نظر کیا ہے؟ اس سلسلے میں ہم نے کیا جدوجہد کی ہے؟ اس کو بیان کرنے سے پہلے آپ کی توجہ کے لیے دو تین نکات پیش خدمت ہیں:

کیا پاکستان کے عوام کے اصل مسائل یہی ہیں؟ اگر آپ غور کریں تو پاکستان کے غریب عوام چاہے مرد ہوں یا عورتیں ان کے اصل مسائل جن کی آگ میں دور دراز مقامات پر رہنے والے کروڑوں غریب عوام جل رہے ہیں' یہ نہیں بلکہ دوسرے ہیں۔

پاکستان کا ایک اہم مسئلہ غربت ہے۔ ۴ کروڑ سے زائد انسان خط غربت سے بھی نیچے زندگی گزارنے

پر مجبور ہیں۔ دوسرا اہم مسئلہ جہالت ہے۔ ۹ کروڑ ۷۰ لاکھ انسان ان پڑھ ہیں اور زیور تعلیم سے محروم ہیں۔ تیسرا اہم مسئلہ جہالت ہے۔ کروڑوں انسان دوا تو کجا، کسی مستند ڈاکٹر سے علاج یا ہسپتال میں بستر تک سے محروم ہیں۔ پینے کا صاف پانی بھی ایک اہم مسئلہ ہے۔ بلوچستان کے ۲۶ اضلاع، اندرون سندھ کے ۹ اضلاع اور چولستان کے ۶۶ لاکھ ایکڑ رقبہ سمیت ملک کے ایک بڑے حصے کے عوام پینے کے پانی سے محروم ہیں۔

آپ کو کوئی این جی اوز ان مسائل کے سلسلے میں حقیقی کوشش کرتی ہوئی نظر نہیں آئے گی۔ البتہ غریب عوام کے ان مسائل کے حل کے لیے جماعت اسلامی کی جدوجہد کی مختصر جھلکیاں حسب ذیل ہیں:

۱- غربت اور مہنگائی کو ختم کرنا اور لوگوں کو روزگار کے مواقع فراہم کرنا اگرچہ حکومتوں کا کام ہے، تاہم جماعت اسلامی نے بھی اپنے مختصر وسائل سے پورے ملک میں خدمت خلق کا ایک نیٹ ورک قائم کر رکھا ہے۔ یتیم بچوں کی کفالت، بیوگان اور یتامیٰ کے لیے وظائف، غریب بچیوں کے لیے جہیز اور ان کی تربیت کے لیے دستکاری مراکز، بے روزگاروں کے لیے ہیومن ریسورسز فورم اور دیگر کئی مدات پر مختلف مقامات کی جماعتوں کے شعبہ خدمت خلق کا سالانہ خرچ ۲۵ کروڑ روپے سے زائد کا ہے۔

۲- جہالت کے خاتمے کے لیے جماعت اسلامی کے دیہاتوں، کچی آبادیوں، غریب بستیوں میں اسکولوں کے درج ذیل سسٹم چل رہے ہیں: ۱- حرا اسکولز سسٹم ۲- غزالی ایجوکیشن ٹرسٹ ۳- ریڈز فاؤنڈیشن ۴- بیٹھک اسکول سسٹم ۵- مسجد مکتب اسکیم۔ ان تمام اسکیموں کے تحت ۱۰ لاکھ سے زائد طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور گذشتہ پانچ برسوں میں ۴ ہزار نئے اسکول قائم ہوئے ہیں۔

۳- صحت کے سلسلے میں ہسپتالوں، ڈسپنسریوں، ایمبولینس سروس، بلڈ بنک، ایکسرے و لیبارٹریز وغیرہ کا ایک بڑا نیٹ ورک پورے ملک میں موجود ہے۔ اس مد میں ۳۵ کروڑ روپے سالانہ سے زیادہ رقم خرچ ہوتی ہے اور استفادہ کرنے والوں کی تعداد ۱۶ لاکھ سے زیادہ ہے۔

۴- پینے کے صاف پانی کے لیے متاثرہ علاقوں میں کنویں کھودنے، ٹیوب ویل نصب کرنے اور پانی فراہم کرنے کی اسکیم کے تحت جماعت اسلامی نے گذشتہ دو سالوں میں تھر، چولستان اور سندھ و بلوچستان کے متاثرہ علاقوں سمیت پورے ملک میں ۴۷ سے زائد کنوؤں، ٹیوب ویلوں یا واٹر پمپوں کا اہتمام کیا ہے۔ اس مد پر بھی کروڑوں روپے خرچ کیے ہیں۔

جماعت اسلامی کو اس سلسلے میں کسی بیرونی ادارے سے امداد نہیں ملتی، نہ ہم قبول کرتے ہیں۔ کروڑوں روپے کے یہ منصوبے غریب کارکنوں کی محنت اور اخلاص کے ذریعے چل رہے ہیں، جب کہ این جی اوز بیرون ملک سے کروڑوں ڈالر کی گرانٹ وصول کرتی ہیں۔ اس میں اقوام متحدہ کی طرف سے دی

جانے والی گرانٹ بھی شامل ہے لیکن آپ کو، چند استثنا کے سوا غربت، جہالت، مرض، قرض اور بھوک پیاس کے خلاف پورے ملک میں ان این جی اوز کی کوئی جدوجہد نظر نہیں آئے گی۔ اس کے برعکس وہ چند غیر متعلقہ اور غیر حقیقی مسائل کو ملک میں کم اور بیرون ملک زیادہ نمایاں کرتی ہیں۔ ان مسائل کو نمایاں کرنے کے طریقوں میں سیمی نار، فورم، ویڈیو فلمیں، سی ڈی وغیرہ کی تیاری شامل ہے۔ عالی شان ہوٹلوں میں منعقد ہونے والے ان سیمی ناروں کا غریب عوام یا جاہلانہ تشدد کا نشانہ بننے والی خواتین کو تو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا، اور نہ ہی ان کو فائدہ پہنچانا این جی اوز کے پیش نظر ہوتا ہے۔ ان کے اصل اہداف یہ ہیں:

۱- جاگیردارانہ معاشرے کے اکا دکا واقعات کو نمایاں کر کے اسلام کو ایک ظالمانہ مذہب اور پاکستان کو ایک پس ماندہ ملک ثابت کیا جائے۔

۲- عورتوں پر مظالم کی بھیانک تصویر پیش کر کے عورتوں کی آزاد روی کی تحریک چلائی جائے۔

۳- پاکستان اور اسلام کے خلاف کام کرنے والی عالمی یہودی تنظیموں سے بھاری رقوم کی وصولی۔

اب ذرا آپ دیکھیے کہ اصل صورت حال کیا ہے:

○ کاروکاری ایک جاہلانہ رسم ہے۔ اس کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ نہ ہی کسی مذہبی رہنما نے اس کی کبھی حمایت کی ہے۔ یہ رسم بڑی حد تک ختم ہو چکی ہے۔ سالہا سال بعد کوئی اکا دکا واقعہ ہوتا ہے اور اس کی سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر مذمت دینی جماعتیں ہی کرتی ہیں۔

○ قرآن سے شادی کے بھی چند واقعات مغرب پرست جاگیرداروں کے ہاں ہی پائے جاتے ہیں۔ اس ظالمانہ طرزِعمل کی دینی جماعتوں نے بڑھ چڑھ کر مذمت کی ہے اور اسے قرآن پاک کی توہین اور عورتوں پر ظلم قرار دیا ہے۔ جماعت اسلامی کے سندھی زبان میں شائع ہونے والے رسائل و جرائد میں اس رسم کے خلاف باقاعدہ قلمی جہاد کیا گیا ہے۔

○ چولہا پھٹنے کے واقعات میں متاثرہ خواتین یا ان کے لواحقین کو انصاف دلانے کے لیے ہمارے حصول انصاف سیل قائم ہیں۔ غریب افراد کو ممکنہ قانونی مدد مفت فراہم کی جاتی ہے۔

○ خون بہا کے بدلے میں نوعمر لڑکیوں سے بوڑھوں کی شادی جہالت کی ہی ایک صورت ہے جس کی دینی جماعتوں نے ہمیشہ مذمت کی ہے اور شادی کے لیے لڑکی کی مرضی معلوم کرنے کی شرعی حیثیت پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

○ جماعت اسلامی قرآن و حدیث کی روشنی میں حصول علم مرد اور عورت دونوں کا حق بھی سمجھتی ہے اور فرض بھی۔ صوبہ سرحد سمیت پورے ملک میں جماعت اسلامی یا اس کے ذیلی اداروں کے تحت طالبات کی دینی و دنیاوی تعلیم کے ادارے قائم ہیں اور ان میں ہزاروں بچیاں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔

○ جماعت اسلامی کو اس کے غریب کارکنان ہی اعانت دیتے ہیں اور جماعت کا بیت المال کسی بڑے صنعت کار، جاگیردار یا سرمایہ دار کی رقم کا محتاج نہیں۔ جماعت اسلامی نے ہمیشہ مزدوروں کی فلاح و بہبود اور ان کی اجرت اور تنخواہوں میں اضافے کی تحریک چلائی ہے۔ نیشنل لیبر فیڈریشن اور اس سے ملحقہ تنظیموں کے پلیٹ فارم سے مزدوروں کے حقوق کے لیے آواز بلند کی گئی اور ہزاروں مزدوروں کی تنخواہوں اور اجرتوں میں عملاً اضافہ کروایا گیا ہے۔

○ سندھ میں نجی جیلوں یا جبری بیگار کے اکا دکا واقعات کی جہاں بھی نشان دہی ہوئی ہے جماعت اسلامی نے سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر اس کے خلاف آواز اٹھائی ہے اور قانونی تحفظ و معاونت کے لیے عملاً جدوجہد کی ہے۔

معاشرے میں زنا یا بدکاری کے واقعات اس مغربی کلچر کا شاخسانہ ہیں کہ جسے ذرائع ابلاغ اور این جی اوز پروان چڑھا رہے ہیں۔ یہ سب مخلوط تعلیم، مخلوط مجالس، رقص و سرود کی مجلسوں وغیرہ کا نتیجہ ہے۔ اسلام والدین کی رضامندی سے ہونے والی شادی میں لڑکے لڑکی کو پسند و ناپسند کا حق دیتا ہے لیکن ہم کسی لڑکی کو محبت کا جھانسہ دے کر گھر سے بھگانے کو ایک بدترین معاشرتی جرم سمجھتے ہیں (فرید احمد پراچہ)۔

فہم قرآن میں اضافے کے لیے فنی کتاب "قواعدِ زبان قرآن" کا مطالعہ کیجیے۔

1	قواعد زبان قرآن ۔ دوسرا ایڈیشن	خلیل الرحمٰن چشتی	250 روپے
2	درس قرآن کی تیاری کیسے کی جائے؟	خلیل الرحمٰن چشتی	15 روپے
3	حدیث کی اہمیت و ضرورت	خلیل الرحمٰن چشتی	35 روپے
4	نصاب برائے حفظ		30 روپے
5	تزکیۂ نفس		25 روپے
6	توحید اور شرک	محمد خان منہاس	15 روپے
7	رسالت	محمد خان منہاس	15 روپے
8	آخرت کا تصور	محمد خان منہاس	15 روپے
9	نماز	محمد خان منہاس	15 روپے
10	انفاق فی سبیل اللہ		15 روپے
11	مؤثر ابلاغ	محمد خان منہاس	10 روپے

گیارہ (11) کتابوں کے مکمل سیٹ کی قیمت مع ڈاک خرچ -/470 روپے ہے۔
کتابیں وی۔پی نہیں کی جائیں گی۔ منی آرڈر یا ڈرافٹ کا پہلے آنا لازمی ہے۔

الفوز اکیڈمی ، اسلام آباد	317, Street 16, F-10/2, Islamabad
Fax : 051- 22 54 139	Tel. : 051- 22 51 933